اس نے بلا شبہ ترکی کو غیر ملکی سامراج کے چنگل سے نجات دلائی لیکن ملک کے اندر نفاق و فساد کے ایسے بیج بو دیئے جن سے ترکی کے اندر مستقل خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

پھر ص ۳۶ پر علماء کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور حالات کے ناقص مطالعہ پر مبنی ہے اور علماء پر حملہ جس وجہ سے کیا گیا ہے وہ بڑا افسوس ناک ہے۔ زندگی کا کونسا شعبۂ حیات ایسا ہے جس میں کالی بھیڑیں نہیں ہوتیں۔ یہی حال علماء کا بھی ہے۔ بعض دنیا پرستوں نے دنیا کے لالچ میں دینی علم سے صحیح کام نہیں لیا لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ بحیثیت مجموعی دین کی جتنی خدمت اس مقدس گروہ نے کی ہے، اور کسی گروہ نے نہیں کی۔ ان بے چاروں نے برسراقتدار لوگوں کے ظلم و ستم سہہ کر، اپنے اور پرایوں کا ہدف ملامت بن کر، بھوکے رہ کر اور بسا اوقات جان کی بازی لگا کر بھی جس بے جگری سے جاہلیت کا مقابلہ کیا ہے۔ اس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں ناپید ہے۔

علماء پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دیتے۔ فاضل مصنف نے بھی علماء کے خلاف جو چارج شیٹ مرتب کی ہے اس میں بھی اسی جرم کو سرفہرست رکھا گیا ہے لیکن یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ اسلام ایک مستقل تحریک فکر و عمل ہے۔ اس کی اپنی الگ اقدار ہیں۔ یہ مابعد الطبعی مسائل سے لے کر عملی زندگی کی معمولی سے معمولی جزئیات تک ایک خاص طرز فکر کی حامل ہے۔ اس لیے زندگی کے نت نئے ابھرتے ہوئے مسائل کے بارے میں یہ ایک مخصوص نقطۂ نظر پیش کرتی ہے۔ لہٰذا یہ ہر ابھرتی ہوئی تحریک کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ علماء چونکہ اس کے مزاج سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس لیے ان کے سامنے جب بھی کوئی نئی چیز آئی تو انہوں نے اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر سے فیصلہ دیا۔ علماء کسی احساس کمتری میں مبتلا نہ تھے کہ وہ ہر بدعت کا خواہ اس میں جہنم کی آنچوں کا اثر ہو، دیوانہ وار خیر مقدم کرتے۔ انہوں نے بجا طور پر بعض غیر اسلامی افکار اور نظریات کی مخالفت کی۔ کتاب کی زبان شستہ اور رواں ہے، اور معیار کتابت و طباعت عمدہ۔

حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ

تالیف محمد ابو زہرہ، پروفیسر فواد یونیورسٹی مصر۔ ترجمہ:۔ سید رئیس احمد جعفری۔ ناشر:۔ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔

امت مسلمہ نے تجدید و احیائے دین کے لیے جو نامور شخصیتیں پیدا کی ہیں ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ ایک نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھیں کھولیں جو فکری اور عملی اعتبار سے انحطاط کا زمانہ تھا۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور مسلمانوں کے قلب و دماغ کا کوئی ریشہ ایسا نہ تھا جس میں انتشار اور اضمحلال نہ پیدا ہو چکا ہو۔ بغداد کی تباہی اور تاتاریوں کے دہشت انگیز اور وحشیانہ مظالم کی داستان ابھی لوگوں کے ذہنوں میں بالکل تازہ تھی کہ شیخ الاسلام نے شعور کی آنکھیں کھولیں۔ مسلمانوں پر ادبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ سوسائٹی کے سارے طبقوں میں زبردست بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ دین جو مسلم سوسائٹی کی سب سے بڑی قوت اور طاقت رہا ہے۔ وہ اپنی روح کھو چکا تھا۔ ہر مذہب کے پیرو اپنے فقہی مسلک کو تمام مذاہب فقیہ سے افضل و اعلیٰ مقبول و مؤید من اللہ سمجھتے تھے۔ ان کی تمام ذہانت اور فطانت اس کی ترجیح اور اس کی افضلیت ثابت کرنے میں صرف ہوتی تھی۔ ہر فقہی مسلک دوسرے کی گمراہی پر مصر تھا۔ متکلمانہ موشگافیوں نے تمام دوسرے مباحث کو نظروں سے اوجھل کر دیا تھا۔ اور یہ ذوق ہر ذوق پر غالب آ چکا تھا۔ تصوف میں بہت سے غیر اسلامی افکار و تصورات شامل ہو کر اس کو گدلا کر چکے تھے اور بہت سے پیشہ ور جاہل غیر محقق اور مبتدع اپنے آپ کو صوفیا میں شمار کر کے عوام و خواص کو دین حق سے دور لے جانے میں مصروف تھے۔ بدعات کا سوسائٹی میں عام چرچا تھا۔

مسلمانوں میں بہت سے اصحاب فکر یونان کے گمراہ کن فلسفہ کے طلسم میں گرفتار تھے ارسطو اور افلاطون کے نظریات ان کے نزدیک ایک مقدس اور ہر عیب و خطا سے پاک سمجھے جاتے تھے

یہ تھے وہ مختصر حالات جن میں حضرت امام ابن تیمیہؒ نے اصلاح و تجدید کا کام شروع کیا۔

مصر کے مشہور و معروف عالم ابو زہرہ نے زیر تبصرہ کتاب میں امام صاحب کی اصلاحی اور